70317-اجتماعی قرآن خوانی اور فوت شدگان کو ایصال ثواب اور میلاد النبی کا حکم

سوال

ہم ہر ماہ کے آخری اتوار تقریبا تیس یا اس سے زیادہ عورتیں اکٹھی ہو کر قرآن خوانی کرتی ہیں اور ہر ایک تقریبا ایک سپارہ پڑھ کر ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل قرآن ختم ہو جاتا ہے، ہمیں کہا جاتا ہے کہ اس طرح ہر ایک کے لیے ان شاء اللہ پورا قرآن شمار ہو گا، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟
اس کے بعد ہم دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالی اس قرآن خوانی کا ثواب زندہ اور فوت شدگان مومنوں کو پہنچے تو کیا یہ ثواب ان کو پہنچتا ہے ؟
وہ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان بناتے ہیں :
"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین قسم کے نہیں، صدقہ جاریہ یا فائدہ مند علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیک و صالح اولاد جو اس کے دعا کرے "
اسی طرح وہ عید میلاد النبی مناتے ہیں جو صبح دس بجے شروع ہو کر شام تین بجے تک رہتی ہے، اس میں ابتدا استغفار اور حمد و تسبیح اور تکبیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے ہوتی ہے اور پھر قرآن پڑھتے ہیں، اور بعض عورتیں اس دن روزہ بھی رکھتی ہیں تو کیا اس دن کو یہ ساری عبادات کے لیے مخصوص کرنا بدعت شمار ہوتا ہے ؟
اسی طرح ہمارے ہاں ایک بہت لمبی دعا ہے جو سحری کے وقت کی جاتی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اس دعا کا نام "دعاء رابطہ" ہے یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد و سلام اور آپ کی جماعت پر رحمت اور سارے انبیاء اور امہات المؤمنین اور صحابیات پر سلام اور خلفاء راشدین اور تابعین عظام اور اولیاء و صالحین پر رحمت کی دعا کے ساتھ ہر ایک اپنا نام ذکر کرتا ہے.
اور کیا یہ صحیح ہے کہ ان سب ناموں کا ذکر کرنے سے وہ ہمارا تعارف کر لیتے ہیں اور جنت میں ہمیں پکار لینگے، کیا یہ دعاء بدعت ہے ؟
میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ یہ بدعت ہے، لیکن اکثر عورتیں میری مخالفت کرتی ہیں، اگر میں غلطی پر ہوں تو کیا اللہ مجھے سزا دیگا، اور میں حق پر ہوں تو مجھے بتائیں کہ میں انہیں کیسے مطمئن کر سکتی ہوں ؟
میں اس مسئلہ سے بہت پریشان ہوں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث ذہن میں آتی ہے تو میری پریشانی اور غم اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے :
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :
"ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے"

پسندیدہ جواب

اول :

قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے کتاب و سنت میں بہت زیادہ فضائل بیان ہوئے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت اور پڑھنے کے جمع ہونے کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس میں طریقہ بھی شرعی اختیار کیا جائے، کہ جمع ہونے والے لوگ اکٹھے ہوں اور قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے مسائل سمجھیں اور ایک دوسرے کو بیان کریں، اور تلاوت قرآن کی تعلیم حاصل کریں.

اور شرعی اجتماع میں یہ بھی شامل ہے کہ جمع ہونے والوں میں سے ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کرے اور باقی افراد اسے سمجھنے اور غور و فکر کی خاطر سنیں، دونوں طرح ہی سنت نبویہ سے ثابت ہے.

اس کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (22722) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور ہر ایک شخص نے ایک سپارہ پڑھا ہو تو اسے ہر شخص کے لیے قرآن مجید مکمل شمار کرنا صحیح نہیں؛ کیونکہ جمع ہونے والے ہر شخص نے پورا قرآن تو ختم نہیں کیا بلکہ سنا بھی نہیں، بلکہ سب نے تھوڑا تھوڑا تلاوت کیا ہے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس نے تلاوت کیا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کہتے ہیں :

"قرآن خوانی کے لیے جمع ہونے والوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک سپارہ دینا تا کہ وہ اس کی تلاوت کرے اسے مکمل قرآن ختم کرنا ہر ایک کے لیے پورا قرآن شمار نہیں کیا جائیگا" انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (480/2).

دوم :

قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اجتماعی دعا مشروع نہیں اور نہ ہی قرآن خوانی کا ایصال ثواب فوت شدگان کے لیے جائز ہے، اور نہ ہی زندوں کے لیے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ ہی صحابہ کرام نے ایسا عمل کیا.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا :

کیا میں اپنے والدین کے لیے قرآن مجید ختم کر سکتا ہوں کیونکہ وہ پڑھے لکھے نہیں ؟

اور کیا میرے لیے کسی پڑھے ہوئے شخص کی جانب سے قرآن مجید ختم کرنا جائز ہے کیونکہ میں اسے قرآن کا ثواب ہدیہ کرنا چاہتا ہوں، اور کیا ایک سے زائد اشخاص کے لیے قرآن ختم کر سکتا ہوں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"نہ تو کتاب اللہ میں اور نہ ہی سنت مطہرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام سے کوئی ایسی دلیل ملتی ہے جو والدین یا کسی اور کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو.

بلکہ قرآن مجید کی تلاوت سے خود فائدہ اٹھانے اور استفادہ کرنا مشروع ہے، اور اس کے معانی پر غور و فکر اور تدبر کرنے اور اس پر عمل کرنا مشروع کیا گیا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں} ص (29).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی کچھ اس طرح ہے :

{یقینا یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے} اسراء (9).

اورایک مقام پرارشادباری تعالی اس طرح ہے :

.{کہہ دیجئے یہ تومومنوں کے لیے ہدایت وشفا کا باعث ہے}.فصلت (44).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"روزقیامت قرآن مجیداس پر عمل کرنے والوں کولایا جائیگا سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران آگے ہونگی گویا کہ وہ دو بادل ہیں یا پرندوں کے دو جھنڈ ہوں وہ ان کا دفاع کررہی ہونگی"

مقصد یہ ہے کہ قرآن مجیداس لیے نازل ہوا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اوراس کی تلاوت کثرت سے ہو نہ کہ اس لیے نازل ہوا ہے کہ اسے فوت شدگان کے لیے ہدیہ اورایصال ثواب کے لیے پڑھا جائے.

میرے علم کے مطابق والدین وغیرہ کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرنے کی کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس پر اعتماد کیا جاسکے، اورپھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے :

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تووہ عمل مردود ہے"

بعض اہل علم اسے جائز قرار دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید یا دوسرے اعمال صالحہ کا ثواب ہدیہ کرنے میں کوئی مانع نہیں، انہوں نے اسے صدقہ اورفوت شدگان کے لیے دعا پر قیاس کیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ مذکورہ بالا اوراس موضوع کی دوسری احادیث کی بنا پر پہلا قول ہی صحیح ہے.

اوراگر تلاوت کا اجروثواب ہدیہ کرنا مشروع اورجائز ہوتا توسلف صالحین رحمہم اللہ بھی ایسا ضرور کرتے، اورپھر عبادت میں توقیاس کرنا جائز ہی نہیں؛ کیونکہ عبادات توقیفی ہیں ان میں کمی وزیادتی نہیں کی جاسکتی اورعبادت کا ثبوت یا توکلام اللہ سے یا پھر سنت رسول اللہ سے ہوگا اس کے علاوہ نہیں، اس کی دلیل وہ سابقہ حدیث ہے"

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز(8/360-361).

اوران کا درج ذیل حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب ابن آدم مرجاتا ہے تواس کے عمل منقطع ہوجاتے ہیں لیکن تین قسم کے ایسے ہیں جوجاری رہتے ہیں...."

بلکہ جب اس حدیث پر غورکیا جائے تویہ فوت شدگان کے لیے قرآن خوانی وغیرہ کے ایصال ثواب کی عدم مشروعیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نے فرمایا ہے :

"نیک وصالح اولادجواس کے لیے دعا کرتی ہے"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ "وہ اس کے لیے قرآن خوانی کرتی ہے".

سوم :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی بجائے مختصر طور پر صرف ص یا صلعم نہیں لکھنا چاہیے، جو اتنا لمبا سوال لکھ سکتا ہے اس کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا کوئی مشکل تو نہ تھا.

اس کے متعلق تفصیلی بیان سوال نمبر (47976) کے جواب میں ہو چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم :

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے، اور اس میں معین عبادات مثلا سبحان اللہ والحمد للہ اور اعتکاف اور قرآن مجید کی تلاوت اور روزے وغیرہ کی تخصیص کرنا بدعت ہے ایسا کرنے والے کو کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوگا کیونکہ یہ مردود ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو وہ مردود ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1718) صحیح مسلم حدیث نمبر (2550).

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں :

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے"

فاکہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"میرے علم کے مطابق کتاب و سنت میں اس میلاد کی کوئی دلیل نہیں، اور نہ ہی علماء امت میں سے کسی معتبر اور قدوہ دین عالم دین سے اس پر عمل کرنا ثابت ہے جو سلف صالحین کے آثار پر عمل کرنے والے ہوں، بلکہ یہ بدعت ہے جسے باطل اور شہوانی قسم کے افراد جو کھانے پینے کو مشغلہ بنائے ہوئے تھے کی ایجاد ہے"

دیکھیں : المورد فی عمل المولد (بحوالہ کتاب : رسائل فی حکم الاحتفال بالمولد النبوي).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے بھی اس کے متعلق کئی بار سوال کیا گیا جو ہم ذیل میں بمع جواب پیش کر رہے ہیں :

سوال : ؟

یہ سوال بار بار آتا رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن محفل میلاد منعقد کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان محفلوں میں حاضري کا اعتقاد رکھ کر از روئے تعظیم و تکریم آپ کے خیر مقدم میں کھڑے ہو جانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا اور میلادوں میں کئے جانے والے اس طرح کے دیگر اعمال کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

جواب :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور کی پیدائش پر محفل میلاد منعقد کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام میں ایک نو ایجاد بدعت ہے، کیونکہ پہلی تین افضل صدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء راشدین، دیگر صحابہ کرام اور اخلاص کے ساتھ ان کی پیروي کرنے والے تابعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش کا جشن نہیں منایا جبکہ وہ بعد میں آنے

والے لوگوں کے مقابلہ میں سنت کا زیادہ علم ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت رکھنے والے اور طریقہ نبوي کی مکمل پیروي کرنے والے تھے.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد"

جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو (دراصل) اس میں سے نہیں ہے وہ ناقابل قبول ہے.

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا :

"عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة"

تم میري سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اسے دانتوں سے مضبوط پکڑلو اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے.

ان دونوں حدیثوں میں بدعات ایجاد کرنے اور ان پر عمل کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے.

اللہ تعالی نے اپنی کتاب مبین قرآن کریم میں فرمایا :

{وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا} الحشر (7/59)

اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روک دیں رک جاؤ.

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا :

{فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم} النور (63/24).

سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے.

نیز اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا :

{لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الآخر وذكر الله كثيرا} الاحزاب (21/23).

یقینا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہو ، اور بکثرت اللہ تعالی کو یاد کرتا ہو.

نیز اللہ تعالی نے فرمایا :

{والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم} التوبۃ (100/9).

اور جو مہاجرین وانصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاري ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑي کامیابی ہے.

نیز اللہ تعالی نے فرمایا :

.{اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا} المائدۃ(3/5).

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا.

اس مضمون کی آیات بہت ہیں.

اس طرح کی میلادي مجالس کو ایجاد کرنے کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس امت کے لئے دین مکمل نہیں کیا، اور جن باتوں پر عمل کرنا امت کے لئے ضروري تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان تک نہیں پہنچایا، یہاں تک کہ جب بعد میں یہ بدعتی لوگ آئے تو انہوں نے اللہ تعالی کی شریعت میں ایسی چیزوں کو ایجاد کیا جن کی اللہ تعالی نے اجازت نہیں دي تھی اور ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ اعمال انہیں اللہ کے قریب کردینگے.

بلاشبہ دین میں اس طرح کینئی چیزوں کا ایجاد کرنا انتہائی خطرناک اور اللہ ورسول پر اعتراض ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے دین کو مکمل فرما کر اپنی نعمت کا اتمام کردیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر دین کو پہنچا دیا اور انہیں جنت تک پہنچانے اور جہنم سے نجات دلانے والے ہر راستہ کی راہنمائی فرمادي.

جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے مروي ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ما بعث الله من نبي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم وينذرهم شر ما يعلمه لهم"

اللہ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس پر واجب تھا کہ وہ اپنی امت کے لئے جن چیزوں میں خیر سمجھے ان کی راہنمائی کرے اور جن چیزوں میں شر سمجھے ان سے روکے.

یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے افضل اور سلسلہ نبوت کی آخري کڑي تھے اور امت تک دین پہنچانے اور ان کی خیر خواہی میں سب سے کامل تھے، اگر یوم پیدائش کا جشن منانا اللہ تعالی کے پسندیدہ دین سے ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسے امت کے لئے ضرور بیان فرماتے، یا اپنی حیات مبارکہ میں اس طرح کے جشن منا کر دکھلاتے، یا کم از کم آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی یوم پیدائش پر جشن میلاد ضرور مناتے، لیکن جب عہد نبوي اور عہد صحابہ میں یہ سب کچھ نہیں ہوا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ وہ ان نئے ایجاد کردہ کاموں میں سے ہے جن سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بچنے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ سابقہ دونوں حدیثوں میں بدعات سے اجتناب کی تاکید گزر چکی ہے، اور اس مفہوم میں دوسري حدیثیں بھی وارد ہیں جن میں سے چند ایک ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں.

مثلا خطبہ جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان :

"أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة"

اما بعد بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے ایجاد کئے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے.

"اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے"

اس مضمون کی آیات واحادیث بہت زیادہ ہیں.

مذکورہ بالااور دیگر دلائل کی بنیاد پر علماء کی ایک جماعت نے میلادي محفلوں کو صراحتاً خلاف شرع قرار دیا ہے اوران سے بچنے کی تاکید کی ہے.

لیکن بعض متاخرین نے فریق اول کیرائے سے اختلاف کرتے ہوئے ان میلادي محفلوں کے انعقاد کواس شرط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے کہ وہ خلاف شرع ناجائز کاموں پر مشتمل نہ ہوں مثلا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلو کرنا، مردوزن کا اختلاط، گانے بجانے کے آلات کا استعمال اوران کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کو شریعت مطہرہ غلط قرار دیتی ہے.

جواز کے قائلین ان میلادوں کوبدعت حسنہ سمجھتے ہیں

ایک شرعی قائدہ :

شریعت کے جس مسئلہ میں لوگ تنازع کا شکار ہوجائیں اسے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی جانب لوٹایا جائے.

جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا :

.{یاأیہاالذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شيء فردوہ إلی اللہ والرسول إن کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر وأحسن تأویلا}.النساء (59/4).

اے ایمان والو! فرمانبرداري کرو اللہ کی اور فرمانبرداري کرو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسیچیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹا دو اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے.

نیز اللہ تعالی نے فرمایا :

.{وما اختلفتم فیہ من شيء فحکمہ إلی اللہ}.الشوری (10/42)

اور جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالی کی طرف ہے.

چنانچہ جب ہم نے مسئلہ میلاد کو اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید کی جانب لوٹایا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی پیروي کی اور منع کردہ چیزوں سے اجتناب کا حکم دیتے ہوئے پایا، اور یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس امت کے لئے دین کو مکمل فرمادیا ہے اور یہ میلادیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے نہیں ہیں، لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا تعلق اس کامل اکمل دین سے نہیں ہے، جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے.

اسی طرح ہم نے اس مسئلہ کو سنت رسول کی جانب بھی لوٹایا تو اس بارے میں نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عمل اور نہ ہی کوئی حکم اور نہ ہی صحابہ کا کوئی عمل ملا تو اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محفل میلاد کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ بدعت اور دین میں نئی پیدا کردہ چیز ہے، نیز اس میں یہود ونصاری کی عیدوں سے مشابہت پائی جاتی ہے.

چنانچہ معمولی درجہ کی بصیرت، معرفت حق کا شوق اور اس کی طلب میں انصاف پسندي رکھنے والے ہر شخص پر یہ بات عیاں ہوجائے گی کہ محفل میلاد کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ ان نوایجاد بدعات میں سے ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول نے بچنے کی تاکید کی ہے.

ایک صاحب عقل وخرد کو اس بات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ جابجا لوگ کثرت سے محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ حق زیادہ لوگوں کے کرنے سے نہیں بلکہ شریعت کی دلیلوں سے پہچانا جاتا ہے.

جیسا کہ اللہ نے یہود و نصاری کی بابت فرمایا :

.{وقالوا لن يدخل الجنة إلا من كان هودا أو نصارى تلك أمانيهم قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين}.البقرة(111/2)

یہ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاری کے سوا کوئی نہیں جائے گا یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو.

نیز ارشاد باری تعالی ہے :

.{وإن تطع أكثر من في الأرض يضلوك عن سبيل الله}.الانعام(116/6).

اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دینگے.

ان میلادی محفلوں کے بدعت ہونے کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ اکثر وبیشتر میلاد کی ان محفلوں میں دیگر حرام کاریاں بھی ہوتی ہیں مثلا مرد وزن کا اختلاط، گانے بجانے ڈھول تاشے کے آلات، اور نشہ آور اشیاء کا استعمال اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی برائیاں اور بسا اوقات ان محفلوں میں مذکورہ برائیوں سے بڑھ کر شرک اکبر تک کا ارتکاب کیا جاتا ہے.

مثلا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دیگر اولیاء کرام کے بارے میں غلو کرنا، انہیں پکارنا، ان سے فریاد رسی اور مدد کا سوال کرنا، وغیرہ اور ان کی بابت یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ غیب جانتے ہیں اور اس طرح کے بہت سے کفریہ اعتقادات جن کا ارتکاب میلاد نبوي اور اولیاء کے میلادوں کے موقع پر کرتے ہیں.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"إياكم والغلو في الدين فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين"

دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب دین میں غلو تھا.

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسري حدیث میں فرمایا :

"لا تطروني كما أطرت النصارى عيسى ابن مريم إنما أنا عبد فقولوا عبد الله ورسوله"

(اخرجہ البخاري في صحیحہ من حدیث عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

تم (حد سے زیادہ تعریفیں کرکے) مجھے میرے مقام سے آگے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاری نے عیسی بن مریم کو حد سے آگے بڑھا دیا تھا، میں اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو.

قابل تعجب بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس طرح کے غیر شرعی اجتماعات میں شرکت کے لئے انتہائی سرگرم اور کوشاں نظر آتے ہیں اور بوقت ضرورت اس کی جانب سے دفاع بھی کرتے ہیں، جبکہ دوسري طرف وہی لوگ جمعہ وجماعت اور اللہ کے دیگر فرائض سے بالکل پیچھے نظر آتے ہیں، نہ ہی وہ فرائض کی کچھ پرواہ ہی کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے چھوڑنے کو کوئی

بڑا گناہ سمجھتے ہیں، بلاشبہ یہ سب کچھ کمزور ایمان، کم علمی، اور گوناگوں گناہوں کے ارتکاب کے سبب دلوں کے انتہائی زنگ آلود ہوجانے کی وجہ سے ہے، ہم اللہ تعالی سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں.

میلاد کی ان محفلوں میں ایک قبیح اور بدترین عمل یہ بھی انجام پاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر آنے پر بعض لوگ ازروئے تعظیم وتکریم آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کھڑے ہوجاتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میلاد میں حاضر ہوتے ہیں، یہ عظیم ترین جھوٹ اور بدترین جہالت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت سے قبل اپنی قبر مبارک سے نہ تو نکل سکتے ہیں اور نہ لوگوں میں سے کسی سے ملاقات کرسکتے ہیں، اور نہ ہی ان مجلسوں میں حاضر ہوسکتے ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں قیامت تک رہیں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک دار کرامت (جنت) میں اپنے رب کے پاس اعلی علیین میں ہے.

جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المومنون میں فرمایا:

.{ثم إنكم بعد ذلك لميتون ثم إنكم يوم القيامة تبعثون}.المؤمنون (15/16).

اس کے بعد پھر تم سب یقینا مرجانے والے ہو، پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے.

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أنا أول من ينشق عنه القبر يوم القيامة وأنا أول شافع وأول مشفع"

بروز قیامت سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا، اور میں سب سے پہلا سفارشی ہوں گا، اور سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی. (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رب کی جانب سے درود وسلام نازل ہو)

مذکورہ بالا آیت کریمہ اور حدیث نبوی اور اس معنی کی دیگر آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے علاوہ دیگر مردے قیامت کے روز ہی اپنی قبروں سے نکلیں گے یہ علماء اسلام کا متفق علیہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں.

لہذا ہر بندہ مسلم کو اس طرح کے مسائل سے واقف ہونا چاہئے اور جاہلوں کی نو ایجاد بدعات وخرافات سے گریز کرنا چاہئے جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ہے.

ہم اللہ ہی سے مدد کا سوال کرتے، اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور ہم اس بلند وبرتر اللہ کی مدد کے بغیر گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے بجالانے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں.

رہا مسئلہ نبی صلی اللہ پر درود وسلام بھیجنے کا تو یہ تقرب الہی کا افضل ترین ذریعہ اعمال صالحہ میں ایک ہے.

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

.{إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما}.الاحزاب (56/33)

اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

"من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ بہا عشرا"

جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے تو اللہ اس پر دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا کوئی مخصوص وقت نہیں ہے، بلکہ کسی بھی وقت آپ پر درود بھیجا جاسکتا ہے، نماز کے آخر یعنی تشہد میں اس کے پڑھنے کی تاکید ہے، بلکہ بعض اہل علم کے نزدیک ہر نماز کے آخری تشہد میں اس کا پڑھنا واجب ہے، اور بہت سے مقامات پر سنت مؤکدہ ہے، مثلا اذان کے بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے وقت، جمعہ کے دن، اور اس کی رات میں جیسا کہ بہت سی احادیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر ایک کو سنت پر کاربند اور بدعت سے اجتناب کی نعمت سے نوازے وہ اللہ سخی اور مہربان ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل وعیال اور ساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے.

شیخ رحمہ اللہ کا ایک دوسری جگہ یہ فرمانا ہے :

"اگر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشروع ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے اسے ضرور بیان فرماتے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خیر خواہ تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جو کوئی ایسی بات بیان کرے جس سے نبی کریم صلی اللہ وسلم خاموش رہے ہوں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں.

کتاب وسنت میں یہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں پر کیا حق ہے آپ کے حقوق میں آپ سے محبت کرنا، اور آپ کی شریعت اور سنت مطہرہ کی پیروی واتباع کرنا شامل ہے اور اس کے علاوہ باقی حقوق کی ادائیگی کرنا بھی جن کی وضاحت قرآن وسنت میں ہوئی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کی ولادت باسعادت کا جشن میلاد النبی منانا مشروع ہے تاکہ اس پر عمل کیا جائے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ساری زندگی اس پر عمل نہیں کیا اور نہ پھر آپ کے بعد صحابہ کرام جو سب لوگوں سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو جاننے والے اور علم رکھنے والے تھے.

نہ تو انہوں نے اور نہ ہی خلفاء راشدین نے اور نہ ہی کسی اور نے میلاد النبی کا جشن منایا، پھر قرون مفضلہ یعنی پہلے تین بہترین دور کے لوگوں نے بھی اس جشن کو نہیں منایا، کیا آپ کے خیال میں یہ سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی ادائیگی میں کمی وکوتاہی کرنے والے تھے، حتی کہ یہ بعد میں آنے والے افراد نے اس نقص اور کمی کو واضح کیا اور اس حق کو پورا کیا؟!

نہیں اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا کہ یہ سب صحابہ کرام اور آئمہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق سے جاہل وغافل تھے، یا اس میں کمی وکوتاہی کی، کوئی عقلمند ایسی بات اپنی زبان سے نکال ہی نہیں سکتا جو ان صحابہ کرام اور تابعین عظام کے حالات سے واقف ہو.

عزیز قارئین کرام جب آپ کے علم میں آگیا کہ میلاد النبی کی جشن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کرام کے ادوار میں اس پر عمل کیا گیا، اور نہ ہی یہ چیز ان کے ہاں معروف تھی اس سے آپ کو یہ علم بھی ہوگیا کہ یہ دین میں نیا ایجاد کردہ کام ہے اور یہ بدعت کہلاتا ہے اس پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کی دعوت دینی اور اس میں شریک ہونا جائز ہے، بلکہ اس سے روکنا اور منع کرنا اور لوگوں کو اس سے بچانا واجب ہے"

دیکھیں : مجموع فتاوی الشیخ ابن باز(6/318-319).

پنجم :

کسی بھی شخص کے لیے کسی دعاء اور ذکر کی اختراع کرنا اور اسے نشر کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، اور "دعاء الرابطہ" نامی دعاء بدعت ہے اور اس میں یہ سوچ اور فکر پیش کی گئی ہے کہ جن سے مانگا جارہا ہے انہیں ذہن میں اپنے سامنے رکھا جائے اور یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ دعاء کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور انہیں جنت میں بلائینگے : یہ سب وہمی خیالات اور صوفیوں کی اختراعات ہیں جن کی دین اسلام میں کوئی اصل نہیں ملتی.

وہ شرعی ضوابط اور اصول و قواعد جن سے مسلمان شخص سنت اور بدعت اور غلط و صحیح کی پہچان کر سکتا ہے وہ بالکل واضح ہیں وہ اس طرح کہ :

عبادات میں اصل ممانعت ہے، لیکن جب کسی عبادت کی دلیل مل جائے تو وہ جائز ہے، اس لیے اللہ کی عبادت اور اللہ کا قرب اس صورت میں ہی کیا جائیگا جس کی کتاب و سنت میں اس کی مشروعیت پر کوئی دلیل ملتی ہو.

اور مسلمان کے لیے دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ اتباع و پیروی کرے نہ کہ ابتداع یعنی بدعات کی ایجاد اور بدعات پر عمل، کیونکہ بدعت کا عمل کرنے والے کا وہ عمل مردود ہے اس کے منہ پر دے مارا جائیگا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو ہمارے لیے شریعت کی تکمیل کر دی ہے، اور اپنی نعمت ہم پر مکمل کر دی ہے، پھر اس طرح کی بدعت کیا ضرورت ہے کہ وہ ہماری زندگی میں ضرور ہونی چاہیے حالانکہ جو صحیح اور ثابت ہے اس پر تو ہم عمل پیرا نہیں ہوتے ؟

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (6745) اور (27237) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

امید ہے کہ جو کچھ بیان کر دیا گیا ہے ان بہنوں کے لیے اس قسم کی بدعات سے اجتناب کرنے کے لیے وہی کافی ہوگا، اور ہم ان بہنوں کو وصیت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقوی و پرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے اچھی طرح سنت کی پیروی کریں.

اور انہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی بدعتی کی عبادت قبول نہیں فرماتا چاہے وہ جتنی بھی کوشش و جدوجہد کرے اور کتنا بھی مال اس میں صرف کر ڈالے کیونکہ "سنت پر عمل کرنا چاہیے سنت تھوڑی ہی ہو بدعت میں اجتھاد کرنے سے بہتر ہے" جس طرح جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہماری ان بہنوں کو ان اعمال اور طریقہ کی راہنمائی فرمائے جس میں اللہ کی رضا و خوشنودی پنہاں ہے، اور ہم آپ کو حسن تبلیغ کی وصیت کرتے ہیں کہ آپ اچھے اور بہتر اسلوب میں انہیں سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیں اور آپ اس میلاد میں ان کے ساتھ شریک مت ہوں اور اس میں جو تکلیف آپ کو پہنچے اس پر صبر و تحمل سے کام لیں.

واللہ اعلم.